

cut by

Stue

DATE LABEL

Call No.

Date

Acc. No.

J. & K. UNIVERSITY LIBRARY



This book should be returned on or before the last date stamped above. An over-due charge of .06 P. will be levied for each day, if the book is kept beyond that day.

النجاة بقصة الحقیقہ

ای فسونِ چشم مست مایہ دیوانگی
آشنایان ترا از خوشی تن بیگانگی

تاریخ

مولفہ

نیازمند حیدر علی شاہ سید حسینی و ہلوی کہ از کتب اساتذہ
مستند الوقت اشعار کہ نسبت بمذاق اہل فن و وق میداشت و حرارت
فسمہ قلبیہ انتعاش می بخشید انتخاب کردہ
کہ قبول افتد ز سہ عز و شرف

حسب فرمایش

منشی نبی بخش صاحب مالک مجدی امرتہ

مطبعہ مطبعہ محمدی امرتہ

عنوان

الاسم

ح 992 ج 1 - 1

المجنا قطة الحقيقة

فی سون پستیم مایه یونگی - آشنایان از حوشتن بگانی



اگر زائد و عاخر میگوئی مرا این گو - که این آواره کویتش آواره باد

با تمام نشی بی بخش صاحب مالک مطبع مجدی امر
ریت طبع پذیرفت

عنوان بسم الرحمن الرحيم

آپ ہی آپ ہوئے نہیں سوچ چنڈ اور رس
آپ ہی آپ ہوئے نہیں مائس ٹنگر وھو
لنگڑالولا باولا آپ نہ ہووے کوئے
کون مرے جو آپ ہی جینا مرنا ہوئے
مورکھ مورکھ ہی ہے چاتر کو ہو گیا ان
اسکے گن کے سوچ سے اور بڑھے پرکاش
سوچ دیکھے جو کوئی ٹھپوٹیں اسکے نہیں
جسکی جات نہیں ہوئے اسکی بات نہیں
سوچ سمجھ اس بات کو باندھ اسی سے دھن
ہے سے آگے کیا کہیں سوچ سمجھ یہ بات
جوت اور جات پھر ایک ہے کہنے کو دو بات
ارتھ جب انکا ایک ہو دو نو ایک ہی انگ

آپ ہی آپ ہوئے نہیں ترپھی اور اکا
آپ ہی آپ ہوئے نہیں حل محل مجھے کچھ مو
کالا گوراسا نولا آپ نہ ہووے کوئے
روگی دکھیا اور کھی آپ نہ ہووے کوئے
اس پر بھی سمجھے نہیں مورکھ اس کو جان
اسکی جات کی سوچ سے بدھ کا ہووے کاش
جیسے چند کا دیکھنا آنکھ سکھ اور چین
ہے کرتا کی جات ہی جگ کی جا نہیں
شن تو ہی ہوئے نہیں ہے نہیں ہووے شن
پہلے یہ تشھے ہوئے اسکی ہی جات
پرکھٹ اسکی جوت ہو گھٹ ہی اسکی جات
اللہ ہو گھٹ میں کہو یا چت سے سوہنگ

من ٹھہرے اس بات پر کیا اجل کیا نیچ
 کیا انبر اور پر تھوڑی کب کا کیا کیج
 ایک ہیں جات اوتت سہ روپ سبھا وائیک
 روپ ہی اسکا نت نیامہ نہیں ہو وائیک

عشق

عشق کا داغ غیرت گل ہے
 بزدلوں کو دلیہ کرتا ہے
 خاک سے عشق پاک کرتا ہے
 شیوہ خاص ہے عیسائیں
 عشق کا درد راحت جان ہی
 عشق کے کھیل ہمنے کھیلے ہین
 سود وائیں ہین اک کسک اسکی
 یہ ہے معشوق نوجوانوں کا
 عشق سب بل نکال دیتا ہے
 عشق عاشق کو بخشواتا ہے
 عشق ایمان ہے خدار کھے
 عشق باطن ہو عشق ظاہر ہو

دو دلیہ اور شک سنبھل ہے
 یہ دلیروں کو شیر کرتا ہے
 زندہ وہ ہے جو آسمین مرتا ہے
 جو نکمے ہیں ان کا کام نہیں
 عشق کا زہر آب حیوان ہے
 سو پر نیا وہم اکیلے ہین
 سوا دائیں ہین اک لٹک اسکی
 یہ ہے محبوب راز دانوں کا
 عشق سانچے میں ڈھال دیتا ہے
 عشق جنت میں لیکے جاتا ہے
 یہ میری جان ہے خدار کھے
 اس سے تو بہ کرے تو کافر ہو

ساقی

ساقیا میں اگر دعائے مانگوں
 تو بجز مے کے اور کیا مانگوں

یہ دعائیں قبول ہو جائیں
 موجزن ہو وہ بادہ گلگون
 خم گردون سے آئے چھٹکے شراب
 کانسہ مے حباب ہو جاے
 ساغر بادہ اختہ تابان
 گل میں ہو رنگ ساغر گل کا
 گریہ شمع بھی ہو مستانہ
 محتسب شوق سے ہوئے آشام
 رات دن شغل مے پرستی ہو
 مردم دیدہ تک شرابی ہو
 خوف کیا کہاں کی بے ادبی
 کس کو اندیشہ گنہ گاری

پارسائی کے پھول ہو جائیں
 بیلے کی طرح پھرے گردون
 صافی مے ہو چادر محتسب
 آب قلزم شراب ہو جاے
 بیل انگور کی ہو کاکستان
 شور قفل ہو نالہ بلبل کا
 گرے مستون کی طرح پرانہ
 لب قاضی پہ واشروا ہو دم
 ساری دنیا ہو اورستی ہو
 آنکھ پیدا ہو تو گلابی ہو
 انتہا کی ہے مجھ کو تشنہ لبی
 آور ہی شے ہے رحمت باری

نالہ جگر سوز در بیان ناوک فکری عشق سینہ دوز

دوستو حال غم کہوں کہوں
 مختصر واردات کہتا ہوں
 ان بتوں کو نہ مانست انتہا میں
 دل لگی سے رہا بدل انکار

ماجرائے غم کہوں کہوں
 سو کی مین ایک بات کہتا ہوں
 ان کو پیچہ کا جانتا مختصا میں
 لاکھ توبہ ہزار استغفار

ان بتوں کو مری بلا چا ہے
 آگ لگ جائے اس محبت کو
 مجھ کیا تھا چراغ رسوائی
 موت کی شکل پر نظر آئی
 پھر ہوئیں دل میں حسین آباد
 پھر ہوا شوق جہبہ سائی کا
 صبر یار وں کا یا تھا ساز
 آتش غم سے داغ بھنتا ہے
 آہ سے بھی شرر برستے ہین
 کیا ٹھکانا ہے آتش غم کا
 سوز پہنان سے جان جلتی ہو
 ہے قیامت کا سوز داغ جلگر
 لب پہ ہر دم جلے بھنے تالے
 جل گیا جب کسی سے بولے ہم
 جلوہ دیکھا جو طلعت کا
 رنگ چہرے سے اڑ گیا کوسوں
 شمع ساں جسم زار گھلتا تھا

میں نہ چاہوں اگر خدا جاسے
 چھڑ کی دیر تھی طبیعت کو
 پھر ہوا تازہ داغ رسوائی
 چوٹ مدت کی پھر ابھرائی
 نالے دینے لگے مبارکباد
 پھر جا رنگ آشنائی کا
 جبر پراختیا تھا نہ صفا
 کون اس دل جلے کی سنتا ہے
 نفس سرو کو ترستے ہین
 سینہ اک طبقہ ہے جہنم کا
 آف کئے سے زبان جلتی ہے
 نار و وزخ ہے جسکی خاکستر
 پڑ گئے ہین زبان میں چھالے
 چھوڑتے ہیں جلے پھپھولے ہم
 سامنا ہو گیا قیامت کا
 دل سے مین مجھ سے دل جدا کوسوں
 پر کسی پر نہ بھیب دکھتا تھا

جستجو میں بڑے بڑے عیار
 رنج سا رنج تھا حسینوں کو
 حال کیسا بدل گیا اس کا
 صلح کل سے یہ آدمیت میں
 مجھ کو اس حال پر نظر نہ تھی
 جٹی جٹی بھوؤں کی وہ تحریر
 چشم خوں ریزہ قسا و انگیز
 نگہ مست ہوشیار ہی سے
 لب پان خور وہ پرسی کی دھڑی
 آف رہے عہد شباب کی مستی
 کبھی منہ پر نقاب کا کل ہے
 آئینے سے نگاہیں لڑتی ہیں
 آئینے سے نظر چرا جانا
 اپنے سائے سے پوچھتا تو کون
 ہے نرالی ادا زمانے سے
 ہر کسی کو نظر میں رکھ لینا
 حسن کی آن بان ہائے غضب

نہ ہوا کوئی واقف اسرار
 داغ سا داغ مہرِ حسینوں کو
 کیا کلیجہ نکل گیا اس کا
 خیر سے شرم نہیں طبیعت میں
 دین و دنیا کی کچھ خبر ہی تھی
 کیوں نہ دل اس لکیر پر ہو فقیر
 جس کا شاگرد فتہ چنگیز
 لڑنے والی چھری کٹاری سے
 دل بیمار پر تھی راست کڑی
 بے پئے ہے شراب کی مستی
 کبھی منہ پھیر کر تغافل ہے
 خود سنجو و چتونیں بگڑتی ہیں
 آپ اپنے سے شرم کھا جانا
 ہے مرے ساتھ دوسرا تو کون
 روٹھنا اور بھی سنانے سے
 خوب کھوٹا کھرا پر کھس لینا
 بے نیازی کی شان ہائے غضب

ناز جلوے دکھائے جاتا ہے
 جس طرف اٹھ گئی وہ شوخ نگاہ
 ادھر اٹھ سارے در و درج فراق
 ساوگی میں بناوٹیں کیا کیا
 شغیرے لاکھ لاکھ آفت کے
 بھولی بھولی وہ پیار کی باتیں
 کبھی چھٹی ہوئی سناوینا
 سخن تا صواب کہہ دینا
 کبھی دھمکی یہ دی کہ سمجھیں گے
 مفت الزام میرے سر نہ کرنا
 پتلے ہونٹوں میں کچھ تبسم بھی
 ہر کسی سے اک التفات کی بات
 کون کہتا ہے ناز نے مارا
 دیکھ کر یہ ادا بین آنکھوں سے
 آسمان صدقے ہو نیوالوں میں
 یہی انداز قہر کرتے ہیں

حسن چہرے پہ چھائے جاتا ہے
 شور اٹھا کہ بس خدا کی پناہ
 اور ادھر گفتگو تراق طراق
 اکھڑی اکھڑی لگاؤ میں کیا کیا
 فقرے چلتے ہوئے قیامت کے
 شوخیاں اختیار کی باتیں
 سنکے تعریف مسکرا دینا
 مجھ کو خانہ خراب کہہ دینا
 کبھی گردن ہلی کہ سمجھیں گے
 بے خطا بے قصور لے کرنا
 محکو کہنا کہ قہر ہو تم بھی
 لطف کا لطف اور بات کی بات
 محکو اسکے نیاز نے مارا
 کیوں نہ لون میں بلا میں آنکھوں سے
 فتنہ حشر پاٹالوں میں
 آدمی کیا فرشتے مرے ہیں

رفیقِ معشوق بدایہ خویش

قصدِ ٹھیرا وطن کے جانبیکا
 بات دل کی نہ لب تک آتی تھی
 مثل کا کل مجھے پریشانی
 ٹھیرے عہدِ وفا جو آپس میں
 شکر مہر و وف کیا میں نے
 ہم تو بھوکے ہیں آومتیت کے
 میری تسکین اُسے کیے ہی بنی
 آتے جاتے ہیں سب جدائی میں
 جان ہی چیز یوں نہیں کھوتے
 مصرعہ میرٹھ کے فرمایا
 وہ تو پہلو سے آہ بھر کے اٹھے
 ساتھ اوسکے مری نگاہ گئی
 روح کہتی تھی مجھ کو جو رخصت
 صبر ٹھیرائے کب ٹھہرتا ہے
 کوئی کھیلے نہیں لفظِ سربازی
 آگئی ہجر کی اندھیری راست

رنگ بدلا نیاز مانے کا
 فکر میں آئی عقل جاتی تھی
 سکل تصویر اور سکو حیرانی
 کھائیں باہم ہزار ہا قسمیں
 بخشوایا کہا سنا میں نے
 آدمیت کے ساتھ الفت کے
 یہ تسلی مجھے دے ہی بنی
 مرنے جاتا میری جدائی میں
 اس قدر پھوٹ کر نہیں روتے
 پھر ملین گے اگر خدا لایا
 اور ہم بقیار مر کے اٹھے
 جب نگہ تھک گئی تو آہ گئی
 دل پکارا کہ میں بھی لو رخصت
 سب سے پہلے سلام کرتا ہوں
 نام اس کھیل کا ہے سربازی
 قبر کی رات تھی وہ میری رات

رات گزری مجھے دُعا کرتے

تھک گیا منہ خدا خدا کر کے

حالت

دم پہ بنتی ہے ہجر کے غم سے
تیرگی سے جو یہ شبِ غم میں
موٹے سر کھول کر شبِ ہجران
اس سیاہی میں کیا سحر ہو نمود
دیکھ کر آہ آتشین کے شر
داستان گو ہے نالہ شبگیر
کیون فلک انتہائے جور بھی کچھ
ہمہ تن یا اس کر دیا تو نے
ہو گئے خاک من چلے لاکھوں
میں ہی کیا ہوں تری جفا کیلئے
کسی کروٹ سے کل نہیں آتی
تپ دوری پنجوڑتی ہو مجھے
ضعف سے قلب تھر تھراتا ہو
چشمِ ترخون سے ندیاں جاری
چبھتی ہے کوئی شے کلیجے میں

اس کو پوچھو جناب آدم سے
ہے سیہ پوش میری ماتم میں
اشکِ شبِ غم سے صبح تک گریان
گھر گیا دو د آتشِ نمرود
دانتِ پیاسے بہت اختر
خوب سوتی ہے چین سے تقدیر
ظلم باقی رہا ہے اور بھی کچھ
ستیا ناس کر دیا تو نے
مر گئے کاٹ کر گلے لاکھوں
رحم کر جسم کر خدا کے لئے
نہیں آتی اجل نہیں آتی
وہ دم روح چھوڑتی ہو مجھے
درد بھی اٹھ کے بیٹھ جاتا ہے
ریش ناخن سے تن پہ گلکاری
ہوک سی اٹھتی ہے کلیجے میں

دل کی حالت بڑی ہوسینے میں
 لگ گئی کس کی بد و عجب کو
 دل سے پہرون کلام کرتا ہوں
 ورو دل سا ثبانی ہے گویا
 بیکسی میری نغمہ ساز نہیں
 ورو دل کا علاج مشکل سے
 کل جو امیر تھی وہ آج نہیں
 جان جاتی ہے دیکھے آنیسے
 گرد بیٹھے طبیب روتے ہیں
 جو عیادت کو میری آتا ہے
 بات کی بات میں پلٹ پڑے
 مژدہ وصل کب ملتا ہے
 اشک اڑے برس گئیں آنکھیں
 شوق کہتا ہے میرے ساتھ آؤ
 چین ملتا نہیں کہیں محب کو
 موت آئے یقین نہیں آتا
 اب کہان وہ صفائیان منہ پر

سانس چلتی چھری ہوسینے میں
 میرے اسد کیا ہوا محب کو
 زندگی کو سلام کرتا ہوں
 ورو آسمان ہے گویا
 نا امیدی امیدواروں میں
 پنج گئے کل تو آج مشکل ہے
 مرض موت کا علاج نہیں
 موت آتی ہے اس بہانے
 محب کو یہ نصیب روتے ہیں
 دیکھ کر دور ہی سے جاتا ہے
 یہ سڑی ہے کہیں لپٹ نہ پڑے
 لوگ بسین پڑے آتے ہیں
 دیکھنے کو ترس گئیں آنکھیں
 ضعف کہتا ہے بیٹھ بھی جاؤ
 آسمان ہو گئی زمین محب کو
 نفس واپسین نہیں آتا
 چھٹ رہی ہیں ہوائیان منہ پر

۱۲
ریخ کھاتا ہوں اشک پیتا ہوں
کھیل کوئی نہ عمر بھر کھیلے
پھوٹ کر روئے پاؤں کے چھالے
ریخ کھانے سے کام ہے مجھ کو
فکر افشائے راز سے خاموش
غم دوری سے جان بیکل ہے

یہی کھاپی کے روز جیتا ہوں
ہم جو کھیلے تو جان پر کھیلے
بہ گئے جن سے ندیاں نالے
وانہ پانی حرام ہے مجھ کو
کبھی کچھ ہوش میں کہی ہوں
آنکھ اوچھل پہاڑ اوچھل ہے

توجہ نمودن بالتصویر عاشق چانتاز و آغاز نمودن از نیا

یہ سنا ہے کہ وہ پری پیکر
میری تصویر رکھ کے پیش نظر
اس ڈھٹائی سے تو ادھر دیکھے
کس طرح گھورتا ہے بلبے شیر
شکل منخوس کیوں نظر آئے
ایسی تصویر کس کو بھاتی ہے
تجھ سے رونق نہیں ہو گھر کے لڑ
جھوٹ سچ ہم کو از مانا ہے
کو نسا تھا وہ آئینہ رخسار
دام دے کر تجھے خریدا ہے

یا د کرتا ہے مجھ کو یون اکثر
کو سنا چھٹیرنا یہ کہہ کہہ کر
آنکھیں پھوٹیں ہمیں اگر دیکھے
جی میں آتا ہے پھو کدوں تصویر
مول لیکر بھی ہمتو پچھتاے
پر بلا سے ہنسی تو آتی ہے
رکھ لیا ہے نظر گذر کے لئے
عشق ہے یا فقط بہانا ہے
تجھ کو سکتے کا دیکھا آرزو
تجھ پہ ہر طرح اپنا دعو ہے

بال باندھا مرا غلام ہے تو
تیری تصویر کا بہانا ہے

اسی باعث سے نیک نام ہو تو
تیرا خاکہ بہت اڑانا ہے

آمدن معشوق

نہیے پلائے جو آئے کیا آئے
فتنہ پرواز یان بھی ہوتی ہیں
خط پہ خط بے سبب نہیں آتے
مصلحت جانکر گلا چھوڑا
کفِ افسوس کس طرح نہ ملے
نہا یہ اس گلزار کا آنا
میرے معجز بیان کا آنا ہے
بزمِ مین شمعِ انجمن آئی
میرے نغمہوار جل کے لائی انہیں
آئے لیکن ہزار ناز کے ساتھ
ہم جو آئے یہ دل ہم سارا تھا
اک جہان اپنا دیکھا بھالا ہی
کیا کہوں میں کہ کس عین سے
مجھ سے کہنے لگے سدا صاحب

منہ اٹھائے جو آئے کیا آئے
رخنہ انداز یان بھی ہوتی ہیں
جب تو آتے پر اب نہیں آتے
جذبِ دل پر معسالمہ چھوڑا
آومی کیا کرے جو بس نہ چلے
یا نسیم بہار کا آنا
یا سیح زمان کا آنا ہے
یا بہار گلِ چمن آئی
نہ بنی کچھ بغیر آئے انہیں
ملے مجھ سے تو احتراز کے ساتھ
ورنہ کیا آپ کا آ جارا تھا
جاننا ہوں جو ہونے والا ہی
رہے جنتک وہ بانگین سے
اس قدر مضطرب نہ ہو صاحب

ابتوا اپنے وطن کو جائیں گے | آؤ گے بھی اگر بلائیں گے

تامہ دلیر با وفا و طلب جانتا تو شیدا

<p>مجھ کو لکھا کہ اے مرے بیتاب اے پریشان و مضطرب و ناشاد تو گرفتار بند زلف رہے وروا الفت سرب پشیمون ہو ہم نئی روز بات سنتے ہیں کوئی کہتا ہے چپ لگی ہوا نہیں کھاتے ہیں پیتے ہیں نہ سو تو ہیں کوئی کہتا ہے نالے کرتے ہیں سنکے یہ حال ہر زبان سے ہم یاد ہے قول اس زمانے کا کس سے ملکر خوشی میں بھول گئے ہم بیان تم وہاں تو لطف نہیں رسم الفت نیا ہوتے ہو اگر اٹھ کے سیدھے اوجھ چلے آؤ بیہمان تم ہو سب بے زبان ہم</p>	<p>دن کو بے چین رات کو بے خواب تیرے دل میں رہی ہماری یاد دل اسیر کست زلف سے میری کا کل ہو تیری گردن ہو تازہ اک واردات سنتے ہیں سخت و شوار زندگی ہوا نہیں مفت رو رو کے جان کہو تو ہیں کوئی کہتا ہے تم پہ مرتے ہیں لائیں پتھر کا دل کہاں سے ہم تم نے وعدہ کیا تھا آنے کا تم لیکار یکا جو ہم کو بھول گئے ہو یہ دوری بہان تو لطف نہیں جان کی خیر چاہتے ہو اگر کوئی رو کے مگر چلے آؤ عیش و عشرت کو لطف یا ہم</p>
---	---

جب کسی نے طلب کیا اے نامہ دل نواز جب آیا دل تو کتنا تھا سر کے بل چلے منزل دوست دور اتنی ہے	آئے پختا کے پھر تو کیا آئے مینے سوچا یہ کیا غضب آیا جس طرح ہو سکے نکل چلے ریل بھی تھک کے چیخ اٹھتی ہے
---	--

جواب نامہ

یا خدا وہ فرشتہ بھجوا دے اے فغان اپنے زور میں لیچل اے مہر و گرو دیش ایا م ابر ترا شک تر کو تو لے جا یون ہمارا سلام پہونچانا تو ہے اے مہ جمال پیش نظر سامنے دوسرا نہیں آتا نہیں کہتا ہوں میں تو شاید سے اس قدر دھیان کون کرتا ہے یہی اک دن تری قسم ہوگا آفتین جتنی ہیں خدائی میں زندگانی سے یاس ہی مجھ کو	کہ مرا نامہ اوس کو پہنچا دے پہونچوں مکتوب شوق سو اول تھیں پہنچا دو چلتے پھرتے پیام برق سوز جب گھر تو لیج یون ہمارا پیام پہونچانا ہے تیرا ہی خیال پیش نظر آئینہ دیکھنا نہیں آتا تیرے احسان بڑے گئے حد سے ایسے احسان کون کرتا ہے کہ مرا سدا تر افسم ہوگا میں نے جھیلین تری خدائی میں تیرے ملنے کی آس ہے مجھ کو
---	---

تم بلاؤ نہ آون کیا ممکن
 یہ نگاہیں کہیں نہ پھر جائیں
 لب سے ہر دم یہ کام لیتا ہوں
 وصل کی شب میں جلو تھے دھنکے
 محفل عیش کا بندہ تھا سمان
 میری محفل میں دخل غم کیسا
 مسکراتے تھے لب جو دلبر کے
 ہر گھڑی نوک چوک ہوتی تھی

ہے سراسر یہ بات ناممکن
 ہم نظر سے تری نہ گر جائیں
 کہ تمہارا ہی نام لبیتا ہوں
 سرمہ تھی حلق میں موذن کے
 دیکھے پھر پھر کے جس کو عمر روان
 غیر ہو جس جگہ تو خیر کہاں
 کھلے جاتے تھے پھول پستر کے
 دم بدم روک ٹوک ہوتی تھی

آنش حسن یار کی گرمی
 بزم میں اک بہار کی گرمی

یاں فسر طغم سے دل پہ پی وان وہ
 بے جستجو ملیگانہ اسے دل سراغ دست
 یہ واد خواہ کیسے تماشے دکھائیں گے
 موہوم کروے جو دمان و میان دست

پوچھنا نہ جھوٹے منہ طبیعت کو کیا ہوا
 تو کچھ تو قصد کرتی رہمت کیا ہوا
 تم دیکھنا کہ روز قیامت کو کیا ہوا
 کیا جانے وہم صانع قدرت کو کیا ہوا

ٹھنڈا پرا ہے داغ دل داغ عشق
 اس آفتاب حشر کی شد کو کیا ہوا

کیسی نظر حجاب جو مانع ہو نور کا
 مین خاک بھی ہوا تو ہوا اسکی خاک در
 وہ صاف دل ہوں مرد مکِ چشم کی طرح
 کیا ڈر جو قصر عفو مقامِ بلند ہے
 دیدار کا تو وعدہ وفا ہو گا حشر کو
 پھیلانے کے پاؤں چین سے سوؤں مزار میں
 یارب اکیلے رہنے کی عادت نہیں مجھے
 نہیں سودا فقط یوسف کو اور دور داماں کا
 مزہ عاشق کے دل سے پوچھیں شعلہ رویان کا
 یہ تیری تیغ نے روکا ہے نا کا شہر امکان کا
 مرے ہی سامنے دہن اٹھا کر ناز سے چلنا
 بہارِ نازہ دل دیکھ اگر شوق تماشا ہے
 نہ گھبرا ایدل وحشی سوا و شامِ فرقت سے
 معاف ایشخ دھو میں اڑائیں دھجیان مینے
 اچھلتا ہے کلیجا ڈو تیا ہی دل خدا حافظ
 جیسے کیا طول محشر جسے غمنا کوئی آنکھوں میں
 نرٹپ کر دم نکلا جائے مگر کھلنا نہیں ممکن

دریا سے قطرہ قصد کر کے کیا عبور کا
 چھوٹا مانہ دستِ عجز سے دامنِ غرور کا
 میرے سیاہ خانے میں عالم ہے نور کا
 زینہ لگا کے پہنچوں کاغذِ زرق و نور کا
 ارشاد ہو علاجِ دلِ ناصبور کا
 تکیہ نصیب سر کو ہو زانو سے حور کا
 جگمگٹ رہے مزار میں غلمانِ دحور کا
 گدا اوریس بھی ہو کوچہ چاکِ گریباں کا
 تماشا دیکھ پر والوں کی آنکھوں سے چراغان کا
 کہ چھاپا ہے قصا کے ماتھے پر خونِ شہیدان کا
 بھی ہو کھڑکلا دلِ ظامرے چاکِ گریباں کا
 بہشت اک پھول مچھایا ہوا ہے گلستان کا
 کہ یہ سایہ بھی ہم سایہ ہو اور لفِ پریشان کا
 ترے حرفے پہ شک مجھ پر ہوا اپنی گریبان کا
 سمندر پر نہا ہے جھیلنا شہا ہجران کا
 ازل سے تا ابد پہلا پیری روزِ ہجران کا
 تری دلکی گمراہی کا ہے میری زخمِ نہان کا

جگر کو دون کہ دل کو دون بتا اتری ناوک قاتل
 جہان محشوق ہو شوق دکھا جاتا، رنگ اپنا
 نہ پوچھو حال دل کا میرے آہ بے اثر دیکھو
 وہ دیوانے ہیں آنکھوں کے ذرا یا اگر کروین
 جسے سارا زمانہ آفتابِ حشر کہتا ہے
 نئی تقریب پر یوں کہ بلا نے کی ہو دیوانو
 جنوں ہی محکوم اک پر وہ نشین کے دور و اماں کا
 مگر اڑتی ہوئی پر بیان اڑانیکا ارادہ ہے
 نزا ممتون ہوں ای ضعف پر وہ رگیا میرا
 تعجب کیا کمال شوق میں لپٹا جو میں اس سے
 اسے کہتی ہیں ماس از الفت و کیمیا و قاتل
 مزاج آگے تو دیوانوں سے یوں برہم نہ رہتا تھا
 نصیب دشمنان قاتل کو سکتہ ہو گیا شاید
 و کہا ناچا ہے کچھ بانگین سودا مرگان کا
 جواب روضہ رضوان ہی تختہ کوئی جانان کا
 زمین ہی ایک مشیتِ خاک صحرا و محبت کی
 در آیا بنکے پتلی دیدہ خورشیدِ محشر میں

کہ دو پیاسو نہیں ہے یہ ایک قطرہ آبِ پیکان کا
 شبیہ طوقِ قمری ہو دھوانِ سرِ چراغان کا
 درختِ بے ثمر ہے یہ اسی لڑی گلستان کا
 نکالے شیرِ آنکھیں غزال اپنی بیابان کا
 وہ اک اتر اہوا چھا ہا ہی اپنے داغِ حیران کا
 کسی صحرا میں عرس اکرن کرین چکرِ سلیمان کا
 گلا کاٹوں جو پردہ فاش ہو چاکِ گریبان کا
 ہو اپر حال پھیلا یا ہو کیوں لف پریشان کا
 چھڑا تو نے دہن ست و حشت سے گریبان کا
 دیا شمشیرِ دیو کا کسی کے جسمِ عریان کا
 سیاہی مہر تری تارِ کمر سے زخمِ نہان کا
 اثر ہے ای سہری یہ صحبتِ لف پریشان کا
 کہ بسمل آئینہ دکھلا رہی ہیں چشمِ حیران کا
 بہت اب نوک کی لیتا ہی ہر کاٹا بیابان کا
 قصا چھڑکا و کرتی پھرتی ہی خونِ شہیدان کا
 فلک چھوٹا سا اک میدان ہی دل کے بیابان کا
 اگر اونچا اڑا ذرہ کوئی اپنے بیابان کا

لب بام اُس پر نی بال کیا چہرے سے سر کا	اٹھا کر برے کے پروے کو گویا برق نے جھکا
وہ اسی چھٹیر میں کیوں پھوٹتے ہو تم اور چھالو	اسی سی چھٹیر ہے تلوہر کا ٹابیا بان کا
انا الحق بولتی ہیں قمریان حق سترہ کیسا	جسے کہتی ہیں وارا کہ سر وہاں پر گلستان کا

کتاب لوح محفوظ ایامیر اسکالے میاچہ
سواد خانہ کن خاتمہ ہے اپنے دیوان کا

بالین یہ میرے کس لئے آیا ہر اسے یہ	تجہ سے علاج درود لزار ہو چکا
آیا نہ ایک بار عیادت کو وہ مسیح	سو بار میں فریب سی ہمار ہو چکا
اب عفو وہ کریں نہ کریں اختیار ہے	امید عفو میں میں گنہگار ہو چکا
اب لب پہ لائیں کیا رنی صوت کلیم	محشر کے روز وعده دیدار ہو چکا
مے پیو شوق سے خالق ہو رحیم اور کریم	میکشوخیر ہے اندیشہ فدا کیا
آبلہ پانی، بیتابی و سرگردانی	اسے جنوں گہر میں یہ سامان ہو تو صحرا کیا
جوش و حشمت ہمیں اُس شت میں لاکہ جہاں	آہوئے قیس نہیں ناقہ لیے کیا
خلعت پہنکے آنیکی تھی گھر میں آرزو	یہ حوصلہ بھی گور و کفن سے نکل گیا
پہلو میں میرے دل کو نہ ایدر و کر تلاش	مدت ہوئی غریب وطن سے نکل گیا
مرغان باغ تلوہر بارک ہو سیر گل	کانٹا تھا ایک میں سوچ میں نہ نکل گیا
کیا رنگ تیری زلف کی بونے اڑا دیا	کافور ہو کے مشک ختن سے نکل گیا
پیا سا ہون اس قدر کہ مراد ل جو کر ٹپا	پانی ابل کے چاہ و قن سے نکل گیا

کیا شوق تھا جو یاد سگ یار نے کیا
طاؤس نے دکھائی جو اپنی بدن کے داغ
صحرا میں جیبتی مجھ خوش چشمی کی تلاش

اللہ سے انقلاب بہرہ ان پلید کا
قاتل کے کان تک نہیں پہنچی ابھی فغان
کچھ لگئے ہیں زراغ و زرخن کچھ سگ و سما
پوچھو نہ حال خلق رقیب سیاہ رو
اب کی بہار سے مجھ آتی ہوئے خون
سجڑے سے سوئے میکدہ ایشیخ نوین و کیمہ
کھینچا نہ ہاتھ قتل سے قاتل نے شام تک
آنے تو دو پہاڑ یہ دو تون ہیں رہن سے
وہ یاد این ساقی کو ترین سے پیون
عکس شہیدین کھینچے رخسار یار کی
یہ شوق ہے جو خلق کو قاتل کی دید کا
بت بنکے وقت نزع نہ بالین یہ میری پیچہ
ثابت ہوا عدم کو مسافر ہو چنگ کیب
ہے دل کو شوق اور بت قاتل کی دید کا

ہر استخوان ٹرپ کے بدن سے نکل گیا
روتا ہوا سحاب چمن سے نکل گیا
کو سون میں آہوان ختن سے نکل گیا

خون حسین غارہ ہے روئے یزید کا
کیون تیغ نے گلے کو دیا خطر رسید کا
لاش اپنی بعد مرگ ہے توشہ فرید کا
بگڑا ہوا خمیر ہے خاک یزید کا
ایا ہے لالہ بھیس بدل کر شہید کا
بالائے طاق ہوئے عقیدہ مرید کا
تکبیر کہتے کہتے کٹا روز عید کا
خرقہ نہ پیر کا ہے نہ جبہ مرید کا
شامی کیاب بھن کے جگر ہو یزید کا
یہ بھی تو چھاپنا ہے کلام محبوب کا
جائے شراب خون بکے گا شہید کا
ہوتا ہے آج خاتمہ گفت و شنید کا
تعویذ قبر پر نہیں خط ہے رسید کا
ہولی کا رنگ جسکو لہو ہے شہید کا

کس گلبدن نے ماتھ سر رہ لگا دیا
گروں کو تیغ سے نہیں رشتہ بعید کا
صحرا کو وہ کشتہ دُلفت کہاں نہیں
کتنا ہے سخت قلب قیہ سیاہ رو

پھولوں کی سیج ہے جو جنازہ شہید کا
ڈورا جو باڑہ کا ہے وہ جیل الوریہ کا
مہر لالہ ہے چراغ مزار شہید کا
نطفہ یہ شمر کا ہے کہ بچہ یزد کا

صفوحہ دہرہ صد تو قدرت نے امیر
اوسکی تصویر وہ کھینچی کہ قلم توڑ دیا

نجد سے قیس جو آیا مرے زندان کبیر
حسن جس طفل کا چمکا وہ ہوا باعث قتل
ہم بڑی دور سے آئے ہیں تمہارا ہی حال
اب تک آتی ہے صدا تریب لیلی سے امیر

دیر تک گوش بر آواز سلاسل ٹھہرا
جس نے تلوار سنبھالی مرقا قاتل ٹھہرا
گھر سے دروازے تک آنا کئی منزل ٹھہرا
ساربان اب تو خدا کے لیے محل ٹھہرا

دریائے معرفت سے جو دل آشنا ہوا
میں مٹ گیا تو وہ بھی مری سا مٹ گیا
پچھتا رہے ہیں خون مرا کر کے کیوں حصو
چالاکیان تو دیکھو مجھے قتل کر کے خود
باد کمر میں بھول گئی دل کو طرہ تراہ

ترک خودی سفینہ د اہل فنا ہوا
سائے سے خوب حق رفاقت ادا ہوا
اب اسپہ خاک ڈالے جو کچھ رہا ہوا
اور وں سے پوچھتے ہیں کیا ماجرا ہوا
کا سے مین اپنے بال پرا بے صدا ہوا

خوار گئی نظر کہ پری کوئی دیکھ لی
سو داسا ہی امیر کو کیا جانے کیا ہوا

جلانا چاہتی ہے جب کسی سرسبز گلشن کا
وہ ہوں جانباً بقتل پر گمان ہی مجھ کو گلشن کا
کبھی خورشید تاکہ کبھی کہی نہ تاج چھانکے گا
بصیرت ہو تو انسان مری سمجھے چشم و مژگان کی
کبھی کبھی بھی تجھ نے میں دیکھا جو تھا مجھ کو
نہ گل ہنسے غنچے مسکراتے دو نور و دیتے
لب جان بخش پرستی نہیں اُس نے جمائی ہے

تو بجلی طوف کر جاتی ہے پہلے میرے خرم کا
ترانہ بلبلوں کا جانتا ہوں بولسارن کا
کھلا رہنا نہیں اچھا تری کمرے کے روزن کا
لیے ہیں تپکیاں آنکھوں پہ پردہ تیری علم کا
ہوا مجمع مرے تابوت پر شیخ و برہمن کا
تھکین کو بلبلو آتا نہیں انداز شیون کا
ہوا ہے چشمہ حیات میں پیدا بھول سوسن کا

ہلال بدرد و نون میں امیر اسکی تجلی ہے
یہ خاکہ ہے جوانی کا وہ نقشہ ہے لڑکپن کا

کھڑا ہوتا ہوں ستہ روک کر اُس شوخ فرین کا
خیال آیا جو ساقی اُس صراحی وار گردن کا
مے پر شرم عصیان حرز باز و ہو گئی مجھ کو
قدم بایں پھونک کر رکھتی ہے بجلی بھی جواتی ہے
اٹھالوں سختیاں لاکھوں کڑی بات اٹھ نہیں سکتی
بہائے تیغ بر آن تقد جان اہل حرات ہے
وہ مشتاق شہادت ہوں کمی جلا دگر کرتا
مسی ماہیدہ لب سے کی ہے کلی جس جگہ اُس نے

وہ رہرو ہوں کہ آگاہ باندہ ہوں جا کر رہن کا
پڑا کھیندا گلے میں گر گئی مے ڈھل گیا میں کا
سمٹ کر گنبدِ مدفن ہوا تعویذ مدفن کا
ہنسی سمجھا ہے گلچین بھونکنا میرے نشمین کا
میں دل کھتا ہوں شیو کا جگر کہتاں میں کا
بہت ہے تیر باز اراجل میں ترخ آہن کا
لگاتا تازہ باندہ بڑھ کے تسمیہ سیری گردن کا
قیامت تک او گیا اوس میں سپہ سوسن کا

<p>کہ فل ہی میکشونین خاتمہ ہر آج ساون کا کہ ہون مارا ہوا اک نوجوان گلرو کے چوہن کا</p>	<p>یہ کس گریان کا ساقی میکدی مین دور آخر پھلے پھو چمن مین دفن کرنا چاہئے محکو</p>
<p>گو ہر اشک کو مین آنکھ کا تارا کرتا مجھ سے ہوتا کہ مین جلاؤ کو رسوا کرتا</p>	<p>آبرو گرد و پتیمی مین جو پسید کرتا ہاتھ رکھے مین اٹھاز خم گلور پر دم شر</p>
<p>کچھ مین سامان تیری دعوت کا ہتیا کرتا درِ کریم سنا ہے کبھی کہ بند ہوا</p>	<p>اے اجل دن تیرے انیکا جو ہوتا معلوم کھلا ہے باب اجابت دعا تو کر غافل</p>
<p>جگر وہ ہے جو ترے تیر کو پسند ہوا نہال تاک کا ریشہ اسے کٹ دہوا</p>	<p>گلا وہ ہے جو تری تیغ کو ہوا مقبول تمھاری آنکھ کی دوری نے دل مرا کھینچا</p>
<p>نہرا شکر کہ ہدیہ مرا پسند ہوا دبان زخم سے ہم چوم لین گے ہاتھ قاتل کا</p>	<p>مزدہ ملا سگ جانان کو استخوان کھا کر سکالین گے یہ شمشیر بران حوصلہ دل کا</p>
<p>محلہ چھوڑ کے مسک جو ہمسایہ ہو سائل کا کوئی دم اور چھانی سے لگا لون پانوں قاتل کا</p>	<p>عجب کیا ہی اگر گردون نہایتون رکھنچتا ہی مرداے سخت جانی فرج کر نیکیو وہ بیٹھا ہی</p>
<p>ابھی تو مین تھکا ماندہ چلا آنا ہوں منزل کا لگائیں تیر جب تو وہ بنائیں ہ مری گل کا</p>	<p>مکیرین اک ذرا دم لینے دو پہر لڑ جھگر لینا الہی بعد مردن ہی ہی مشق ستم مجھ پر</p>
<p>تو عالم مرغ بسم اللہ مین ہو مرغ بسمل کا</p>	<p>وہ ہے خون ریز عالم تو جو رکھ دی مارے انگلی</p>

نئی معراج پائی ہی غبارِ گورِ محنون نے
بگولا جو اٹھا قتبہ بنایا سیلی کے محل کا

چشم ز کس نہ ملی دیدہ آمو نہ ملا لن ترانی ارنی گو کو کہنا تھا ضرور	اسے حیا تنجواؤ گھیں آنکھوں نہ کیا رہتا عشق کو حسن کے پردے میں چھپا رہتا تھا
اوس نے کھینچی تیغ یان سر جھک گیا قصدا الفت کیسو بلا تھی مر گیا پھنس کر اصد	خلق یہ کیوں پوچھتی ہو ماجرہ کیونکر ہوا ہے بڑا جھگڑا نہ پوچھو فیصلہ کیونکر ہوا
ہوں وہ مجھوں جھٹتا ہوں اوٹھکے میں ہر اک صبح رات دن پہلو میں ہو کوئی نہ کوئی سہمتن	رستہ جاوے شرہ سے کوچہ رنجبہ کا جذب دل اپنا بھی نسخہ ہے کوئی اکسیر کا
طوق بھون کی گرانی کیا لگا ہوں پر چڑھے کیوں ہجوم خلق ہو گا حشر میں حیران ہوں	ایک حلقہ ہری اوتری ہوئی زنجیر کا کیا جنازہ آئے گا وان عاشق و لگیر کا

گر باد آسا ازل سے ہونہیں وہ حشری تیر
خاکِ غربت کے بنا خاکہ مری تصویر کا

اور تھوڑی سی شب وصل بڑا دیار بہرین سو شرہ میں ہیں بیان سو طوفان	صبح نزدیک ہیں اونسے ہی کیا کیا کہنا عین غفلت سے مری آنکھ کو دریا کہنا
کر لیا ہے کہی کچھ نہ کہیں گے منہ سے کیسے نادان ہیں جو اپنے کو برا کہتے ہیں	اب اگر سچ بھی کہیں تم ہیں جو بڑا کہنا ہو برا بھی تو اوسے چاہئے اچھا کہنا
وہ آخر تو بتو یا وعدہ کرنے دو ان حسینوں کی جو تعریف کرو چرتے ہیں	زندگی بھر تو کیا میں نے تھا کہنا سچ تو یہ ہے کہ برا ہے انہیں اچھا کہنا
ریاض و ہرین پوچھو نہ میری بربادی	بزناک بوا دھرا یا اودھر روانہ ہوا

کمان حسن نہ تھی آشنا تے تیراوا
خدا کی راہ میں دنیا ہے گھر کا بہر لیتا
ہوا نہ غیر کا احسان پس فناء و شکر
پڑا جو سایہ کیسو تو وہ کس لچکی
نشان غیر کہاں صید گاہ وحدت میں
جنون کا جوش گھٹا تھا کہ بوئے گل آئی
گھڑی بہر ایک طرح پر سے قرار نہیں

کہ ناوک غم الفت کا میں نشانہ ہوا
ادھر دیا کہ اودھ وادخل خندانہ ہوا
غبار اوڑ کے سر قبر آشا یا ہوا
طو صلا جو کا ندھے سے آنچل تو دور و شا ہوا
پڑا ہدف پہ بھی تو تیر ہی نشانہ ہوا
سمندر ہوش رکا تھا کہ تازیانہ ہوا
مزاج یا بھی حق میں مرے زمانہ ہوا

پتا امیر کا منزل میں گور کے بھی نہیں

یہاں سے آگے الہی کدھر روا ہوا

امید جا کے نہیں ادس گلی سے آنے کی
حسد سے زہر ترن آسمان میں پہل گیا
چتے ہینون میں تینکے غریب بیل نے

زنگ و انون میں مرے پیدا ہوا ناسور کا
رفتہ رفتہ راہ پر لانا ہے واعظ کو ضرور

ہر قدم پر وادی وحشت میں کہتا ہی دل
کس قدر کھینچی مشقت کو مکن نے عشق میں
چاہئے دینی ہوا میں اسکو آہ سرو کی

بزنگ عمر مرا نامہ بر روا نہ ہوا
جو اپنی کشت میں سر نہ کوئی دانہ ہوا
مگر نصیب نہ دور روز آشیانہ ہوا

اب کلیجا ہو گا ٹھنڈا امرہم کا فور کا
لیچا پون شربت بنا کر نذر کو انگور کا

المدد سے شوق منزل ہے ارادہ دور کا
کچھ نہ دے شیریں بڑا دی دل تو اس مزدور کا
جوش خون گرم سے آیا ہو منہ ناسور کا

کب کی اچلتی قیامت یہ مرا احسان ہے
میکش مفلس ہوں پہلے مجھ کو دوساقتی نثر آ
مے پین گئے آج ہم ساقتی تکلف ہو ضرور
عاشق مرگان ہوں مجھ کو لوش سڑیکر پیش
جب بلندی پر پڑے دیکھ کہین ہو کھپو
اسے خضر ندون کو چہ شکل نہیں عمر و راز
جلوہ حسن الہی اور پتھر اے کلیم
آدمی کا منہ ہے جو دعویٰ خدائی کا کرے
ہم وہ میکش میں کہا پیرنگان نے بعد مرگ

بند ہے دم میرے نالون کی بدلت صد کا
دل بہت ہوتا ہے تھوڑا مرو ہم قید و رک
جام ہیرے کا ہو خم تر شاہوا بلور کا
لطف اوٹھا تاہو نہیں چھتا چھیر کر زنبور کا
ڈھیر سمجھے ہم کسی بادہ کش مغفور کا
آب جیوان گر نہیں شیرہ تو ہے انگور کا
آپ کی گرمی نے چمکایا ستارہ طور کا
بولتے ہیں آپ حضرت نام ہے منصور کا
ہو مزار انگور کے سائے میں اس مغفور کا

عبرت اہل دول منظور ہے مجھ کو امیر
بھیک بھی مانگوں تو کا سہ لون مغفور کا

قصر تن بگڑا کسی کا گورکن کی بن پڑی
کی نظر جس پر کدورت کی رہا خاموش وہ
یارب شب وصال یہ کیسا گجر حباب
آواز صورت کے کہا دل نے قرب میں
گھر کسی کا گر پڑا گھر بنگیا مزدور کا بچہ
ہے اثر گر و نگاہ یار میں سیندور کا
اگلے پہر کے ساتھ ہی پچھلا پہر حباب
کسی برات آئی یہ باجا کدھ صبح

جائے قیام منزل مستی نہ تھی امیر
اونز سے تھے ہم سر میں کہ کوں سہر جا

ہوا یہ جوش شب بھر دینے تر کا
لکھون میں حال جو اپنے خط مقدر کا
عبث ہی ناز تمول پران امیرون کو
زبان پہ نالہ ہے جب تک میں اشک بھی جی

چراغ دیدہ ماہی بسا مرے گہر کا
ورق سیاہ کروں آفتاب محشر کا
اٹھا کے لائے ہیں کوڑا فقیر کے گہر کا
علم گرا تو نہ ٹھہرے گا پاؤں لشکر کا

نہ آسمان سے عرض نہ آفتاب سے کام
امیر شیشے کا محتاج ہے نہ ساغر کا

یہ رفتہ رفتہ ضعیف سے احوال تن ہوا
و کھلا دے ایو بت آج تو بہر خدا وہ شان
افتشائے راز تانہ ہوزہا و پر کہیں
وہ مست ہوں نصیب مجھے تب کفن ہوا
مجھ مست کی ہر ماتھے ترے یارب آبرو
سو عکس آئینہ میں پڑے اور مٹ گئے
مٹی نے جام بنکے اڑائی جہان کے ہوش
چہانی ہے پھاڑ پھاڑ کے او میں شہر ناب
نارنگاہ و تار نفس سب ہوئے تمام
واعظ کا تھا لحاظ تو فصل خزان ملک
سوزنگ سے میں مست بہار چہن ہوا

سائے کی بھی نگاہ سے غائب بدن ہوا
شیخ حرم پکارے کہ میں ہر مسن ہوا
رندوں میں دخت رز کا لقب جان میں ہوا
جب رہن سے فروش کے گھر پر میں ہوا
تجربہ کریم جان کے تو بہ شکن ہوا
اس گہر میں جو گیا وہ غریب الوطن ہوا
پتھر ہوا جوشیشہ تو تو بہ شکن ہوا
کیا صرف کا رخسار مرا پیر میں ہوا
تب چار گز کیو میسر کفن ہوا
لو آگئی بہار میں تو بہ شکن ہوا
جو گل نیا تھا جام شراب کہن ہوا

آئی بہار پر مجھے شوقِ چمن ہوا
 کس سبزہ رنگ پر نشین کا تھا شیفۃ
 یعقوب وار کھل گئیں آنکھیں خرازمین
 ممنون ہوں زمین کا ہی آسمان کا بھی
 لیلیٰ کے تلمتے کو چوکیا ساربان نے تیز
 مکر علق در سے عریان بدن ہوا
 دل عشق میں یہ جاذب رنج و محن ہوا
 دشتِ شکار میں جو وہ ناوک فلک ہوا
 ممنون چارہ گر نہ ہوا میں ہزار شکر
 اللہ سے صفائی طبیعت کہ بعد مرگ
 افشائے راز و چہ جنون ہے بزمِ گل
 نامے بدن کو توڑ کے نکلے بزمِ گل
 پلکین جو گر یہ غمِ فرقت سو گر گئیں
 میرا رابر میں بین دل افکار ہو گیا
 زندہ مشرب کب پہونچے یار کے گھر زاہدا
 کھل گیا جب یہ کہ دل بھی جلوہ گاہ یار ہے
 میرے دل کے آئینے میں منہ جو دیکھی نہیں

برگِ شکوفہ پنبہ داغ کہن ہوا
 کھایا جو زہر بھی تو نہ سیلا بدن ہوا
 یوسف کا پیرین مری حق بین کفن ہوا
 حاصل ہایں سے گور و مان سی کفن ہوا
 سینے میں لوٹ کر دل مجنون بہن ہوا
 حور و نرین قدسیوں میں تیر کفن ہوا
 مانند داغ درد بھی تیر و بدن ہوا
 جن کیا فرشتہ بھیس بد لکر بہن ہوا
 ہر داغ تازہ مرہم داغ کہن ہوا
 گر و نگاہ خلق سے سیلا کفن ہوا
 پو پھوٹنے سے چاک مرا پیرین ہوا
 منہ بند کیا ہوا میں سراپا دہن ہوا
 مشہور طفل اشک مرا صف شکن ہوا
 بجلی کا کوندھنا مجھے تلوار ہو گیا
 تو تپا ہی پوچھتا ہے اتنا کی راہ کا
 کون چکر کہا ہے پیر و حرم کی راہ کا
 نقشہ ماتھے کا نظر آئے الف اللہ کا

فی الحقیقت غوطہ سحر فنا ہے لا الہ

ہے کشورِ عدم میں خدا جانے سیر کیا

اب بلبلیں چمن میں کہاں آگئی خزان

پیری میں آئی موت جوانی گزر گئی

نہ تو یہ حور کا طالس نہ پری پر ایل

حوصلہ قیس کا فریاد کا دل پیدا کر

منجھلے کہول کے دل کھ نہیں سکتی تہیں قدم

نہ جیت تیرے لیے ہونہ کوئی جسم ہے تو

صاف اس جنگ میں آتی ہو میں صلح کی بو

نہیں بچنے کا ترے تیر مژہ سے دل زار

پکارتا ہے یہ نازاوسکی کبریائی کا

خلق ہوا مجھے صیاد کی جدائی کا

عزیز کیوں نہ ہو داغ اوسکی ہویا سائی کا

میں طول روز قیامت کو سنکے ڈرتا ہوں

بغیر ہونچے ہوئے یا تک نہیں رہتا

تمام عمر موٹی ڈھونڈتے پتا نہ لگا

نہ پوچھ جام میں ساقی کے کیا ہوا زراہ

ہے او بھرتا اس بہنور سے ذکر الہ کا

آیا نہ پھر کے منزل ہستی سی جو گیا

تھی دھوم چاروں کی وہ ہنگامہ ہو گیا

جاگا تمام شب میں دم صبح سو گیا

نہیں معلوم مرے دل کو ہوا رمان کس کا

پہر تو یہ کوہ ہے کس کا یہ بیابان کس کا

کوئے الفت میں ہر باندہ ہوا میدان کس کا

چشم ظاہر کو ہے مشکل نظر آتا تیرا

دل ملتا ہے یہ آنکھوں کا لڑا تاتیرا

بال باندھا ہے یہ اسے ترک نشا تاتیرا

کہ لے اوڑا ہے مجھ شوق خود نمائی کا

یہ چھپے نہیں افسوس ہے رمانی کا

کہ ہے صلہ ہی مدت کی آشنائی کا

کہ دن نہ ہو وہ کہیں باہ کی جدائی کا

میں مٹ کے نام مٹا دوں گا ناسائی کا

تیرا دہن بھی ہے کیا حرف شنائی کا

بھرا ہے اس میں لہو تیری پارسائی کا

ہزار بار قیامت جہان میں آئیگی
 مرے نصیب یہ کہتے ہیں میری نالوں سے
 خدا نے دل کو بنایا تھا بسام استغنا
 کھینچی وہ تیغ تو خوش ہو کے مجھ سے دل ^{کھا}
 ہوا وصال جو صدمہ ہوا جدائی کا
 کسی گنہ پہ کوئی قتل ہو میں کہتا ہوں
 میں آفتاب قیامت کو دیکھ کر سمجھا
 بہار آئی ہے پھر خیر ہو خداوند
 لیٹ گیا سگ جان ہمارے دامن سے
 وہ آزمائش شمشیر ناز کرتے ہیں
 ہمارے دل میں وہی گدگدی ہوئی پیدا
 اٹھا جو درد تو گھبرا کے میری دل نے کہا
 حیا تو اوسکو بٹھائے ہزار پردے میں

چڑھا ہے چار گھڑی دن ابھی جدائی کا
 رہے خیال ہماری بھی نارسائی کا
 بتوں نے کاسہ آسے کر دیا گدائی کا
 وہ دیکھو گھاٹ ہو دیر یا آسے آشنائی کا
 شکستگی نے کیا کام مومیائی کا
 کہ اس سے جرم ہوا ہو گا آشنائی کا
 کہ ہے یہ کوئی تارہ شبِ جدائی کا
 جنوں کے ہاتھ میں دامن ہی پارسائی کا
 لحاظ آہی گیا آخر آشنائی کا
 یہ خوب وقت ہے تقدیر آزمائی کا
 جہان کی کو سنا ذوق دلربائی کا
 کہ تو بھی داغ مجھے دیکھا کیا جدائی کا
 مگر جو بیٹھنے سے شوق خود نمائی کا

اٹھو آ میر نہیں بیٹھنے کی وحشت دل

یہ عذر لٹک تمھاری شکستہ پائی کا

مجھے یقین نہیں آتا سنی سنائی کا

کہو رلائے گا ہنسنا یہ بے حیائی کا

دکھا و جلو جو دعویٰ ہے خود نمائی کا

ہنسے جو زخم تو بولا بکڑ کے خنجر یا

نقاب یار نے اولیٰ ہے حضرت مدح
تڑپ تڑپ کے گیا اوسکے آستانے پر
کہیں سے ہاتھ شراب آئی ہر کہیں سرگرم
چلون تو وہ چال رہ عشق میں کہ خار تو کیا

یقین ہے فاش ہوا پر وہ پارسائی کا
کٹا جو سر تو بڑھا شوق جھجھ سائی کا
مرہ ہے کوئے خرابات میں گدائی کا
سرخ پائین نہ چھالے ہر منہ پائی کا

گزر نہیں ہے حرم میں تو دیر کو چلے
امیدیں کام کہیں بند ہے خدائی کا

کہان نہیں ہے تماشا تری خدائی کا
شب وصال بہت کم ہے آسمان سے کہو
کمان ہاتھ سے رکھ صید گاہ عرفان میں
وہ بد نصیب ہوں یا آئے میر کو گھر تو بنے
ہزاروں کافرو مومن پڑے ہیں سجدے میں
جنون جو میری طرف ہو وہ جست و خیز کرو

مگر جو دیکھنے دے رعب کبریائی کا
کہ جوڑ دے کوئی ٹکرا شبِ جدائی کا
کہ تیر صید ہے یان دام نارسائی کا
سمٹ کے وصل کی شب تل رخ جدائی کا
بتوں کے گھر میں بھی سامان ہے خدائی کا
کہ دل ہو ٹوٹ کے ٹکڑے شکستہ پائی کا

امیدیں روئے اپنے نصیب کو ایسا
کہ ہو سپید سیہ ابنِ نارسائی کا

نازین کیونکر نہ جلتے میکشی کو باغ میں
گلرخن و ہر پر سو سو جگہ مر مر گیب
اے ترک تیری تیغ ہمارا گلا کہان

نٹھی نٹھی بوندیاں تھیں ہلکا ہلکا ابر تھا
جو کھلا گل باغ میں میرا چراغ قہ تھا
اک یہ بھی اتفاق قصا و ستار ہوا

راہِ دراز کو چہ جلاؤ قطع کی

چلائیں بلبلیں بلوچین سے چلی بہار

کیا ہماری گور پر ہے احتیاج روشنی

جب بہار آئی جنوں کے ہاتھ سے ماند گل

اسے پری بل دیکے زلفوں میں غصے نے کیا

پڑ گئی جسکی نظر اس پر وہ دیوانہ ہوا

اسی کے چشم لیلی نے یہ پیسا وشت میں

بے نشانی کا میں اسے چرخ سزاوار نہ تھا

فتنہ تھا قہر تھا جلوہ تر اسے یار نہ تھا

بات کھ لی مری قاتل نے گنہگاروں میں

جیش وشت اسے کہتی ہیں کہ اتنی ہی بہا

بندہ نواز یوں پہ خدا سے کریم تھا

کیوں تیغ ناز اچھول گئی مجھ کو وقت قتل

انکا جو میرے دل کو ورگوش یار نے

ہم سے جو وہ کھینچا یہ گلے سولہٹ گیا

روشن ہے آفتاب سے اعجازِ مصطفیٰ

شبِ فراق میں کیوں یارب انقلاب تھا

قصہ ہماری زلیست کا یوں مختصر ہوا

نکلی دہلن جو گھر سے ہر اک نوحہ گہوا

چار چکنو جب چمک نکلے چراغان ہو گیا

ٹکڑے وہن ہو گیا یزرے گریبان ہو گیا

اور بھی ہم قیدیوں پر تنگ زندان ہو گیا

حسن سے انسان بلائے جان انسان ہو گیا

بخت مجنوں سرمہ چشم غزالان ہو گیا

وہن یار نہ تھا کچھہ کمر یار نہ تھا

جب ملک دل کو سینھا لون میں لڑا نہ تھا

اس گنہ پر مجھے مارا کہ گنہگار نہ تھا

ہاتھ والا تو گریبان میں کوئی تار نہ تھا

کرنا نہ میں گنہ تو گستاہ عظیم تھا

میں بھی تو اک نیاز گزارِ کریم تھا

دیتے ہی بن پڑا کہ سوالِ مستحکم تھا

قاتل سے بڑھ کے خنجر قاتلِ کریم تھا

اونگلی اوٹھی کہ ماہِ فلک پر دو نیم تھا

یہ آسمان نہ تھا یا یہ آفتاب نہ تھا

مین کیا کروں تری قسمت میں ہی ب
 سبوتے بادہ نہ تھا ساغر شراب نہ تھا
 ہوئی تیرے سر کہ وہ شوخ بے نقاب تھا
 تو نہیں کے بولے وہ منہ قابل نقاب تھا
 فراق یار کے دن ایک انقلاب تھا
 مزہ ہی بہو کسی شے کا بے شراب تھا
 سوکھ کر کاٹا نہ مال آرزو ہو جائیگا
 جو تجھے دیکھے گا وہ میرا عذر ہو جائیگا
 ماہ نو یان ناخن دست سب ہو جائیگا

ہزار بار گلارکھ دیا تیرے شہر
 فلک نے افسر خوشید سر پہ کیوں رکھا
 کلیم شکر و حشر تک نہ ہوش آتا
 کہا جو میں نے کہ یوسف کو یہ حجاب تھا
 زمانہ وصل میں لیتا ہو کر وٹیں کیا کیا
 وعائے توبہ پڑھی تھیں ہی توفے پیکر
 ضبط گریہ میں نہیں کرتا کہ ریتا ہو خیال
 اسی پر کچھ نہیں موقوف آریا تیرے رو
 میری بیخانی سے اسی ساقی کہاں جائیگی

چار سو ٹکراؤنگا سر دیکھ کر ابرو و امیر

فرض اس کعبہ میں سجدہ چار سو ہو جائیگا

ظرف بھر بھر جائیگی پانی لہو ہو جائیگا

کھیلو گے میکشولیطے کا شکار کب

خوش ہوگا انکو کھاکے سگ کوئی یار کب

چھپے ہو کر دیشیمی میں گہر کی صورت

جاوہ راہ عدم موگر کی صورت

اوڑ گئی جو ہر شہر شیر شرر کی صورت

فصل گل نے تو دو فصد نکا پھر کیا ہو شما

ٹھنڈی ہو ہو ابرو ہے ساقی ہو نہر ہے

آئے ہما کو بھی مری استخوان پسند

کون کہتا ہو ملے خاک میں آنسو میرے

نہیں آتا ہے نظر المذوایے خضر اجل

پڑ گئیں کچھ جو مرے گرم لہو کی تھپٹین

رات دن کعبہ دل میں ہی بنوں کا مجمع
بات کرتے ہیں تو جاتی ملاقات کی رات
زاہد اوس لف میں ہنس جاتا تو اپنا پوچھوں
شام سے صبح تک چلتی ہیں جام عیش
ایک بار اس برق تکلیف اور کرجھکڑ اسٹے
مر گیا ہوں میں صنم تیری فراموشی پر
میرے مرتے ہی ملا خاک میں بیوج جنوں
جتنے میوے چین و ہر میں ہیں اون سب میں
اور نعموں سے نہیں نرم جہان میں کچھ کام
مرے روکنے فرقت میں رو یا ایک عالم کو
چمک جاتا ہو در و دل زیادہ ہجر ساقی میں

کیا سے کیا ہو گئی اس کے گہر کھیت
کیا بڑی بات ہو رہا وہ ہیں بات کی رات
کہئے کس طرح کٹی قبلہ حاجات کی رات
خوب ہوتی ہو بسرا ہل خرابات کی رات
پھونکے مجھ کو بھی میری آشیانے کی طرح
یاد کرنا نہ مجھے بہر خد امیرے بعد
دشت میں کوئی بگولانہ اوٹھا میرے بعد
تیرے مجروح کو ہے خرم کا انگو پسند
اپنے کانوں کو تو ہے نغمہ منصور پسند
بہا سے ابر نے دریا میری ایک ایک آنسو پر
اگر ربات میں شکو نظر پڑتی ہے جگنو پر

امیر خبام کلب وہیان ہتا ہو محبت میں
مسلمان ہو کے ہم عاشق ہو کر اک طفل ہند و پر

نہیں خال سے جو ہر نمایان اسکے ابرو پر
معطر مغر جان تک ہو جو میری داغ دل سے گہر
نئی دشت ہو مجھ کو حشیوں سے انس ہو ایسا
گرے تو نہ گلشن میں کہی و اشک گرم اپنے

نشیں نراغ نے اگر نہا یا شاخ آہو پر
چمن میں مست ہیں کیا بلبلین ہو لکھو خوشدو پر
کہ انکھیں دشت میں ملتا ہوں نقش پای آہو پر
حبیب انکو نہ سمجھو میں یہ تیجا لے لب جو پر

بڑا جاتا ہے تجھ سے دیکھ کو سون ناؤ لیلے
سوار اسے قیس تو بھی کیوں نہیں تیار ہوا

سہی قد یاد آتے ہیں جو گلشن میں خرامان ہی
بھرتی ہیں امیر آنکھیں مری قمری کی کو کو پر

نئی سیر دیکھو سوئے قاف چل کر
چلو خوشبو بزم گلزار مہکے
وہ ہوں لالہ سان سوختہ نخت میکش
یہی سوزول ہے تو محشر میں جل کر
سہ راہ بیٹھی ہیں پر یان نکل کر
گل آئے ہیں پوشاک میں عطر مل کر
کہ مے ہو گئی داغ ساغر میں جل کر
جھنم او گل و گچا محک کو نکل کر

امیر اہل مسجد سے اظہار تقویٰ
ابھی آئے ہو میکدی سے نکل کر

یہ مہر و مہ و لالہ و گل نہ سمجھو
نکالا جو پیر مغسان نے تو غم کیا
نہ جاتا تھا اوس تک کبوتر وہل کر
وہ مجنون ہوں شکوہ صحر میں بھٹکوں
اوٹھا ایدل آنکھوں سے اتنا نہ طوفان
شیخ صاحب نے جو زندگی سنی ہے اد
میں حیرت یار میں نہ کروں نالے ایفک
مجھ سے پھری ہوئی یہ ہوئی باغ
دکھاتے ہیں جلوے وہ شکلیں بد بکھر
بلا لے گی پھر خستہ رز چل کر
روانہ کیا روغن قسا ز مل کر
چراغ سہ راہ ہو گھانس جل کر
کنوئین بیٹھ جاتے ہیں اکثر اہل کر
کیسے گھبرائے پڑے پھرتے ہیں اندر باہر
بلبل تو ٹائے گل کہے طاؤس ٹائی ابر
شیشہ بھرون جو مے سی تو پھر گرائے ابر

سارے عالم میں پھری ہم نہ ملی امن کی جا
میکشوپانوں اٹھائے ہو دلکش کو چلو

سیدھی نگاہ میں ہیں ترے تیر کے خواں

آرہیں باغ جنان سے جو زمین پر آدم
مر کے دیو و حکومتی یہ الہی قدرت

ہوئے چورنگ وصل یار میں ہم

اوسکو لائیں گے خاک قبا میں
آب شمشیر یار اگر مل جاے

دل میں ہے مثل مہینہ و آتش

آئے ہو تیغ کھینچ کے تم قتل گاہ میں

اے کو کیوں نہ صحبت ادنیٰ سو ہو حذر

وہ توڑاے فلک ہو مرے تیر آہ میں

اقبال نیک کے لئے اچھی جگہ بھی ہو

ہم رہو ان عشق کو محبت کا خوف کیا

زلفوں کی اڑ میں نہیں کہتے وہ چشموں

محراب اوسکی تیغ کو سمجھا پڑھی نماز

گشت بہ نجات وہ ہوں جو منہ زان چلا کہی

پہونچے جس شہر میں دیکھا کہ قناری سر پر
ساتھ چلتی ہے ہوا سر و گھٹا ہے سر پر

تر چھی ذرا ہوئی تو میں شمشیر کے خواں

فی الحقیقت تھی وہ اک لغزش مستانہ

ہنس بن بنکے چکے گو ہر ایک عشق

اچھے پھولے پھلے بہار میں ہم

کہ نہیں اپنے اختیار میں ہم

اپنے دل کی لگی بھبھائیں ہم

جو گھٹائے او سے بڑھائیں ہم

تو لو تو پہلے سوئے کمر کو نگاہ میں

دیکھا کہی نہ پر تو خورشید چاہ میں

چاہوں تو رخسے ہوں سپر مہر و ماہ میں

مے پیئے تو چلے کسی خانقاہ میں

پڑتے ہیں ایسے کتنے ہی میدان باہ میں

بجلی ترپے ہی ہر یہ ابرسیاہ میں

پہونچا میں قتل گاہ میں یا عید گاہ میں

گھبرا اودھرا اودھرا سے بکولوں نے راہ میں

پست و بلند و اثر عشق میں نہیں غواص آئین بحر سے موتی نکالنے	پائین صدر ایک ہے اس بارگاہ میں پر تو اگر ٹپے تیری دانتوں کا چاہ میں
شوق کتنا ہی پہنچ جاؤں میں اب کبھی میں جلد کل گھیا تھا پیش زاہد سوچتا ہوں ولہیں آج	راہ میں بتخانہ پڑتا ہے الہی کیا کروں خدمت پر پیغمبران میں عذر خواہی کیا کروں
میں جانتا ہوں ببل جو ہے تیری حقیقت	ایک مشت استخوان میں دو پر لگوئے ہیں

مجھ بیوا گدا کو پوچھے امیر وہ کیا ،،

شاہوں کے اوس گلی میں بستر لگے ہو ہیں

سمجھا ہے تو جو غلیبت پر پیغمبران حلال تو سخاوت ہے وہ مست ملیکا بڑا مزہ	واعظ بتایا یہ سدا ہے کس کتاب میں قیمہ مرے جگر کا ملا و و کباب میں
قاضی بھی اب تو آئے ہیں بزم شراب میں وہ ناتوان ہوں قلعہ آہن ہو وہ مجھے	ساقی ہزار شکر خدا کی جناب میں کروے جو کوئی بند مکانِ جناب میں
وہ کو جدا تصور حسنِ یلح سے ڈالی میں نفس شوم نے کیا کیا خرابیاں	ہوتی ہے بے نکاح کوئی لذت کباب میں موزی کو پال کر میں ٹپا کر عذاب میں
کچھ ربط حسن عشق سے جا بے عجب نہیں ساقی یہ وقت ہی بزم شراب میں	ببل بنے جو بلب بلہ اوٹھے گلاب میں وہ تاس ہے بھر کے سے قرح آفتاب میں
وہ کھلاتے ہیں وہ وقت گزرا کبھی سچ زاہد کو فیض صحبت نہ دیا سو کیا امید	ہو نہ ہوں سو جان پڑتی ہے مرغِ کباب میں عالم کبھی رہے کہ ہو کٹر کتاب میں

شمشیر ہے سنان ہر کسے دون کسے دون

مہمان اور مہما ہے اور دھر ہے سبک عیب

شہزادی خت رز کے ہزاروں ہریا تنگ

ہزاروں قشیر سب تھم پھرتے ہیں سیاہین

عروں گ تیری بیج کا منہ چوم لیتی ہے

نہیں کرنا بھی پوائے جنت ای گل خوبی

سات آسمان کو توڑ کے تاعرش جلا چکا

تھکرا کے میر و سر کو وہ کہتے ہیں ناز سے

کر بھی مے سی ہکو تعلق وہی رہا

ڈوبے ہوئے لہو میں نظر آئیں کیوں گل

و نیامین سفر ہمیں عقبے میں بھی سفر

بلبل کو شوق گل تھا نہ قمری کو عشق سرو

ان ابروؤں سے حضرت دل روز سامنا

سرا پا جرم ہوں لیکن وہ زند پاک طینت ہوں

پتلیاں تک بھی تو پھر جاتی ہیں دیکھو دم نزع

ساغر زہر بلبل بھی جو تیا ہی فلک

میں الفت کے وہ حُسن کے جوش میں

اک جان ناتوان ہر کسے دون کسے دون

اک مشت استخوان ہر کسے دون کسے دون

چپے شدِ رُفان ہے کسے کسے کسے دون

مے دل میں خیال پار کیا لے ہے محل میں

نکلتی ہر گلا کرب نیو ط خون بسمل میں

نہایت پائی ہنر بے نیاز ی تیرے سائل میں

اے تیرا رہیں اب ارادہ کہاں کے ہیں

لو ایسے مفت سجد میری آستان کے ہیں

تختے لحد میں پیغمبران کی دکان کے ہیں

سینچے ہوئے مری شہ خون فشان کے ہیں

ہم لوگ رہنے والے آہی کہاں کے ہیں

سارے یہ گل کھلائے ہوئے باغبان کے ہیں

کہتے تو ایسے آپ بہادر کہاں کے ہیں

کیا زاہد نے میری آبِ نخلت سے وضو سون

وقت پڑتا ہے تو سب آنکھ چرا جاتے ہیں

یا وساتی میں بلا نوشش چڑھا جاتے ہیں

نہ میں ہوش میں ہوں نہ وہ ہوش میں

نہ اٹھوا بھی نرم سے مسب کشتو
 سو جو خشت خم ہے اگر زربان نہیں
 زندان چمن ہے وحشی نازک فرج ہون
 ہے چرخ پر یہ ایسا ابرو سے ماہ نو کا
 شیخ حرم اگر تو جلوہ بتون کا دیکھے
 دیوانگی بھی فافل گدڑی فقیر کی ہے
 داغ جگر کا پھانا چکر وہین چھڑائیں
 کیا مکہ گریبان انکور کا ہے دانہ
 اوس بتے منہ چھپا گیا کیسے پر شکن میں
 آواز کن جو آئی کا نون میں ہم یہ سمجھے
 حال وطن کہوں کیا دل ہی بھما ہوا سے
 گرے آنسو ترے میخوار کے میں ایسا قی
 کیا زمانہ ہے نہیں صفا کسی سے کوئی
 سیکشتو شیشہ سے کی ہے حفاظت لازم
 کونسا بل ہے جو زلف بت پرین میں نہیں
 آتش سے ہے جو اٹھتا ہے دھواں کافی ہے
 کہہ ہی زندان کی طرف بھی وہ پری آنکھ

ہمیں بھی تو آ لینے دو ہوش میں
 اتنی تو میفر و شس کی اونچی کان نہیں
 پھولوں کی بدھیان میں ہی بیرون نہیں
 کچھ کچھ خمیدگی بھی لازم ہو باک نہیں
 کعبہ سے اوٹھ کے بیٹھو پہلو سے برہن میں
 ہشیار بھی ہیں اکثر سستون کے پیر میں
 یہ بھی کنول ہو روشن اس گل کی نہیں
 رنگ شراب گلگون ہو اسکے پیر میں
 ایدل خدا خدا کر خورشید ہی کہن میں
 غربت پکارتی ہو بس چکے وطن میں
 اک شمع ہے سو وہ بھی خاموش انجمن میں
 رات کو کرکے شتاب یہ ساون میں نہیں
 دوست کے دل میں وہ ہے جو دل دشمن میں نہیں
 دیکھو تھپتھپ کوئی ابر کے دامن میں نہیں
 زور ایسا کسی اوڑتی ہوئی ناگن میں نہیں
 کسکو پروا ہے نہ ہوا بر جو گلشن میں نہیں
 اثر اتنا کسی زنجیر کے شیون میں نہیں

کچھ کچھ خمیدگی بھی لازم ہو باک نہیں
 کعبہ سے اوٹھ کے بیٹھو پہلو سے برہن میں

پراگندگانند زیر فلک
 زیاد و ملک چون ملک نارمند
 تهیدست مردان پر حوصله
 بخود سر و برده همچون صدف
 بسووائے جانان زجان مشتغل
 بیاو حق از خلق بگریخت
 است از ازل همچنان شان بگوش
 بیک نعره کو ہے زجا برکتند
 پو باد اند پنهان و چالاک پوے
 حریفان خلوت سرائے الست
 به نیج از غرض بر نه کی زند چک
 اگر یاری از خوشی تن دم مزین
 مرا توبه فرمائے ای خود پرست
 اگر بزم امروز در کوئے دوست
 ورین مجلس آن کس بکاسے رسید
 نه سلطان خسریار هر بند است
 اگر نزاله هر قطره در شدے

که هم دژ توان خواندشان هم ملک
 شب و روز چون دژ مردم رنند
 بیابان نور دان بے قافله
 نه مانند وریا بر آورده کف
 بیکر حبیب از جهان مشتغل
 چنان مست ساقی که مے ریخته
 بفریاد قائلوا لیل و در خروش
 بیک ناله ملک بهم برکتند
 چو مشکند خاموش و تسبیح گوئے
 بیک جرعه تا نفحه صور مست
 که بریند و عشق آگینه است و سنگ
 که شکرست بایار و با خوشی تن
 ترا توبه زین گفتن ادلی ترست
 قیامت زخم خیمه پهلوی دوست
 که در دور آخر بجای رسید
 نه در زیر هر شنده زنده است
 چو خر مهره بازار زو پر شدے

Handwritten text in a circular frame, likely a manuscript page. The text is written in a cursive script, possibly Persian or Urdu, and is arranged in several lines within the circle. The ink is faded and the paper shows signs of age and wear.

1000
2000
2000

حضرات ناظرین عم فیضکم العالی

معروض آنکہ عرضہ راز سے نیازمند کے

دل میں یہ امر کا نقش فی الحجر مند نشین غنائم

الرب سال تھا کہ اس آئندہ مستند الالسنہ و شعرا

فخ لازمہ کے اشعار و اطلب کا ایک انتخاب ہے بدل ہو

جو انتعاش حرارت قلبیہ را مضمر فطریہ کے ابھارتے ہیں بدیظیر و بھیشل

ٹھہیرے سے بعد الحمد للہ ان چیز کہ خاطر میں خواست ہے آخر آمد پس

پر وہ تقدیر پر پدید ہو تو گو آئے من انتخاب ہوتے

ہی ہتے ہیں لیکن حکم آنکہ شکالست کہ خود ہو نہ کہ عطا

یہ تحفہ حقیر بھی نذر ہے یہاں حصہ انتخاب کہ وہ لوی علی شام

صاحب کانہو شائقین کی قبولیت پر باقی حصہ بھی

چھاپنے کے لئے نیازمند موجود ہے





**ALLAMA
IQBAL LIBRARY**
UNIVERSITY OF KASHMIR
**HELP TO KEEP THIS BOOK
FRESH AND CLEAN.**